643

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

قیمت فی پرچہ ۱؎

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی

انچارج - مہر محمد خان

مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۴ شوال ۱۳۴۱ھ | نمبر ۹۳ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت کچھ روز علیل رہی ہے۔ گذشتہ جمعہ حضور نہیں پڑھا سکے تھے۔ مگر اب بحمد اللہ کوئی شکایت نہیں

تعلیم کا نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد اپنے بچوں کو اپنے مرکزی سکول میں تعلیم کے لئے بھیجیں۔ کہ یہ مدرسہ بچوں کی تعلیمی اور اخلاقی ترقی کے لئے بہترین انسٹی ٹیوشن ہے۔ امید ہے کہ احباب نے قائم مقام ہیڈ ماسٹر جناب چودہری غلام محمد صاحب بی اے کی آواز کو غور سے سنا ہوگا۔ اسی ذیل میں ہم ایک دلچسپ خط احباب کی توجہ

دیوبندی مولویوں کی اسلام کو نقصان پہنچانیوالی پالیسی

ملکانہ بچے احمدی مبلغ کے پاس پڑھنے سے رکوا دئے گئے

مولویوں نے آریوں کے خلاف مجالس وعظ میں شمولیت سے ملکانوں کو روک دیا

جناب بابو جمال الدین صاحب ساکن گوجرانوالہ ہماری جماعت کے ایک معمر اور نہایت معزز بزرگ ہیں آپ نے ایک بلند پایہ سرکاری عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد خدمت دین کے لئے قادیان میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ انسداد ارتداد کے سلسلہ میں آپ بھی احمدی مجاہدین کے ایک وفد کے امیر بنا کر علاقہ ارتداد میں بھیجے گئے تھے۔ جس گاؤں میں آپ خدمت اسلام کے لئے ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں

اور ملکانوں کو تعلیم اسلام دے رہے ہیں۔ اسمیں علماء کا گذر ہوا۔ ان کو کب گوارا تھا کہ کوئی احمدی خدمت اسلام کرے۔ انھوں نے جھٹ سازباز کر کے ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ جس کی روئداد جناب بابو صاحب موصوف کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ کیا مولوی صاحبوں کی یہ حرکتیں اسلام اور اسلامیوں کے لئے مقام گریہ نہیں۔

(الفضل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت شریف جناب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۔ عرض ہے کہ بندہ بفضل خدا بہمہ وجوہ بخیریت ہے۔ رپورٹ نمبر ۶ میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ محمد اصغر خان ٹھیکیدار ڈاک علی گنج ضلع ایٹہ کی شرارت میں ایک مولوی بنام عبدالرشید بنگالی متعلم دیوبند اس جگہ کی مسجد میں امام مسجد مقرر کر دیا ہے۔ اور ہمارے سلسلہ اور عقائد سے لوگوں کو متنفر کر کے سخت عناد پیدا کر دیا ہے۔ جو لڑکے میرے پاس پڑھتے تھے انکو بھی بہکا اور ورغلا کر مجھ سے چھین لیا ہے اور دیوبندی کے حوالہ کر دیا ہے۔ اب اس جگہ میں بالکل بیکار بیٹھا ہوا ہوں۔ اور ۱۳ ر مئی کو امرنگر کے نگلہ میں احمدی جلسہ ہونا قرار پایا تھا۔ مگر دیوبندیوں نے اس میں بھی شرارت کی۔ اور لوگوں کو شامل ہونے سے روکدیا۔ اور خود ۲۴ ر مئی تاریخ جلسہ مقرر کر کے اب عام لوگوں کو شامل ہونے کی تحریک کر رہے ہیں۔ انجمنہائے اسلامیہ کو تو چاہئے تھا کہ متحدہ کوشش سے دشمن اسلام کا مقابلہ کرتے۔ یہ اُلٹا اسلام ہی کا مقابلہ کر رہے ہیں اور ہمارے برخلاف زہر اُگل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو ہدایت دیوے۔ آمین۔ میں تا صدور حکم ثانی اسی جگہ مقیم ہوں۔ اور ان کی مخالفت کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتا۔ والسلام

جمال الدین احمدی مبلغ گڑھی۔ ڈاکخانہ جیتھرا تحصیل علی گنج۔ ضلع ایٹہ

اخبار احمدیہ

قادر آباد ضلع امرتسر میں مباحثہ

ہم ۲۱ ر مارچ کو حسب الحکم ناظر صاحب تالیف و اشاعت قادر آباد ضلع امرتسر اس بنا پر گئے۔ کہ وہاں ہمارے دو احمدی بھائیوں کو ایک دیوبندی مولوی صاحب مدت سے تنگ کر رہے تھے۔ اور لوگوں کو برانگیختہ کر رہے تھے کہ یا تو ان سے توبہ کراؤ۔ اور اگر نہ مانیں۔ تو ان کو بائیکاٹ کرو۔ ہمارے پہنچنے پر وہ مولوی صاحب تو مقابلہ پر نہ آئے۔ البتہ وہاں کے باشندوں نے امرتسر سے دیگر علماء منگوائے چنانچہ ۲۲ ر کو چار مولوی بوقت ظہر آموجود ہوئے نماز ظہر کے بعد شرائط طے کرنے پر ایک گھنٹہ مباحثہ ہوا ٭

۲۳ ر تاریخ کو ست کوہی و مولوی لوہار بٹالوی مع چند طلباء آموجود ہوئے۔ ان سے تین گھنٹہ مباحثہ ہوا۔ خدا کے فضل وکرم سے وہ ناکام واپس چلے گئے۔ ہماری طرف سے مناظر مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری تھے۔ امرتسریوں کی طرف سے خلف مولوی نور احمد امرتسری اور دوسرے مباحثے میں ست کوہی صاحب تھے۔

یہ لقب ست کوہی نے ان مولوی صاحب کو مجمع عام میں دیا تھا۔

خاکسار محمد شاہزادہ عفا اللہ عنہ (مولوی فاضل) قادیان

احباب جماعت احمدیہ لاہور کا ایثار

بابو وزیر محمد صاحب نے ۲ دو اور نئی بائیسکلیں آگرہ بھیجنے کے لئے میرے پاس بھیجی ہیں۔ یہ بالکل نئی ہیں۔ ایک پہلے دے چکے ہیں۔ ان کے علاوہ دو بائیسکلیں ہمارے پاس اور پڑی ہیں۔ کوشش کروں گا کہ دو چار روز تک دو اور بائیسکلیں دیگر دوستوں سے ملجاویں تا کچھ بائیسکلوں کا پارسل اور بھیجدیا جائے۔

میں جماعت احمدیہ لاہور میں اس امر کیلئے بھی کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ ان کی مرمت کے لئے بھی فنڈ مہیا کیا جاوے۔ ایک تو گرمی کا موسم ہے۔ ٹیوب جلدی پھٹ جاتی ہے۔ دوسرے گاؤں میں کچی سڑکوں کی وجہ سے جلدی ٹوٹنے کا بھی خطرہ ہے۔ اس لئے ان کی مرمت کے لئے فنڈ بھی یہاں ہی سے بہم پہنچانے کا انتظام کر رہا ہوں۔ اگر کوئی بائسکل کی مرمت کرنیوالا احمدی مستری وہاں چلا جائے۔ تو اور اچھا ہو۔

خاکسار عبد الحمید۔ اڈیٹر نور۔ لاہور ٭

مبلغین کلاس کا افتتاح

قادیان میں مبلغین کلاس عنقریب کھلنے والی ہے جسمیں مولوی فاضل پاس یا اس کے قریب لیاقت کے اشخاص لئے جاوینگے۔ ۲ دو سال کا کورس ہوگا۔ جو احباب اس میں تعلیم حاصل کرنا چاہیں۔ وہ بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔ جون کے اخیر تک دوست اس میں شامل ہو سکینگے۔ درخواستیں دفتر تعلیم و تربیت قادیان میں آنی چاہیئیں۔

المعلن

زین العابدین۔ ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

"الفضل" کے وی پی آتے ہیں!

۷ ر جون ۱۹۲۳ء کا الفضل ان احباب کے نام وی پی ہوگا۔ جن کی قیمت الفضل ۱۵ مئی میں ختم ہو چکی ہے جن کا پرچہ انکاری ہو کر واپس آئیگا۔ وہ امانت میں رکھ دیا جائے گا۔ جب تک قیمت بذریعہ منی آرڈر وغیرہ وصول نہ ہو جائے۔ دوستوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر مہینے متعدد خریدار محض اسلئے کم ہو جاتے ہیں کہ وی پی انکاری ہو کر واپس آجاتے ہیں۔ حالانکہ خریدار بڑھنے چاہئیں

(مینیجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

علاقہ ارتداد میں مسلم جماعتوں کے باہمی طریق عمل کا کشف راز

مجلس نمائندگان کی چٹھی کا جواب

(از جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان متعینہ علاقہ ارتداد)

۱۶ مئی کے پیسہ اخبار میں جناب کنور عبد الوہاب خان صاحب ناظم اعزازی مجلس نمائندگان کی ایک چٹھی بعنوان "علاقہ ارتداد میں احمدی اور غیر احمدی جماعتوں کے تعلقات" شایع ہوئی ہے اس کا جو جواب جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب ایم اے۔ امیر وفد المجاہدین قادیان نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ (الفضل)

باوجود مظلوم ہونے کے ہماری اب تک کی خاموشی

علاقہ ارتداد کے حالات کے متعلق ضرورت تھی کہ ایک حد تک مسلم پبلک کے سامنے لائے جائیں۔ لیکن مصلحتاً ایک وقت تک اس پر پردہ ڈالا گیا۔ شدید نقصان اُٹھانے کے بعد ہماری طرف سے اگر کوئی اعلان بھی ہوا تھا۔ تو وہ مجمل تھا۔ اور سوائے ایسے اشخاص کے جنھوں نے خود بخود ہمارے خلاف اعلان شائع کئے۔ اور لیکچروں میں احمدی جماعت کو واجب القتل اور آریوں سے بدتر قرار دیکر اپنی دشمنی کا اعلان کیا۔ ہم نے کسی فرد یا جماعت کے خلاف نام لیکر کبھی کوئی شکایت شائع نہیں کی۔ اور باوجود سخت مظلوم ہونے کے محض بتقدر خاموشی اختیار کی گئی۔ لیکن ہمارے دوست ان حافظ صاحب کی طرح ہیں۔ جو دونوں ہاتھوں سے کھانے کے باوجود تسلی نہ پاکر اپنے ساتھی سے دست و گریبان ہو گئے تھے۔ اس خیال سے کہ دونوں ہاتھوں سے کھانے پر بھی اس نے مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ تو ضرور وہ کوئی خطرناک کارروائی کر رہا ہو گا۔ جس کا اسکو علم نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کنور صاحب کو براہ راست بالکل علم نہیں ہے کہ ان کے ماتحت لوگ کیا کیا کارروائیاں کر رہے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی حکومت مانتا ہے۔ نہ ہی جناب کو ہمارے کارکنوں کے صحیح حالات سے اطلاع ہے۔ کیونکہ میری موجودگی کے دو ماہ کے زمانہ میں یعنی ۱۳ مارچ سے لیکر ۱۲ مئی تک جناب کنور صاحب اور مولانا عبد الماجد صاحب عام طور پر علاقہ ارتداد سے غیر حاضر رہے۔ جب کبھی دو چار دن کے لئے آتے اور ماتحت عملہ نے جو کچھ ان کے سامنے رکھ دیا اس پر کارروائی کر دی۔ میری رائے میں اس تمام فتنہ اور اختلاف کی وجہ ذمہ دار لوگوں کی علاقہ آگرہ سے غیبوبت ہے۔

مولوی صاحبان کی ہم پر یورش

کیونکہ جب مولوی صاحبان نے ہم پر اور ہمارے زیر عمل دیہات پر یورش شروع کی۔ تو ایک وقت تک ہماری طرف سے صبر و خاموشی سے کام لیا گیا۔ اس کے بعد نمایندگان تبلیغ میں اس کے متعلق شکایت کی۔ تو ہمیں یہ جواب دیا گیا کہ موجودہ دفتر کے اختیار میں کچھ نہیں مولانا عبد الماجد صاحب اور کنور صاحب تشریف لائینگے۔ تو آپ کی شکایت پیش کر دی جائیگی۔ میں تو کنور صاحب اور مولانا صاحب کا انتظار کر سکتا تھا۔ لیکن میدان اختلاف و جنگ میں واقعات کبھی کسی کا انتظار نہیں کرتے

علاقہ ارتداد میں مختلف عناصر علماء کی باہمی آویزش کے ہم رشتے ہم گئے ہیں

حالت بد سے بدتر ہوتی گئی اور اسلامی کام کو اس قدر نقصان پہنچایا گیا ہے۔ کہ جس کی اب تلافی سوائے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر اس وقت تک علاقہ ارتداد میں صرف ایک جماعت کافی تعداد میں ہوتی۔ تو اس وقت تک فتنہ ارتداد بالکل بند ہو جاتا۔ لیکن مختلف جماعتوں کے آپس کی لڑائی اور جھگڑے کی وجہ سے مسلمانوں کی طاقت کا اکثر حصہ اندرونی زور آزمائی میں خرچ ہو رہا ہے۔ اور اس سے دشمن کو بجائے نقصان کے فائدہ ہو رہا ہے۔ مولوی صاحبان کا جو آپس میں اختلاف ہمارے جانے سے پہلے موجود تھا۔ اور جس کا اظہار اجمیر دہلی اور آگرہ کی کانفرنسوں کے وقت ہوا وہ اس سے بہت زیادہ ہے بہ نسبت اس اختلاف کے جو احمدی جماعت سے مختلف سنی جماعتوں کو ہے۔ ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ احمدی جماعت کی موجودگی سے ایک حد تک دبا ہوا ہے۔ اور اگر ہم حلقہ ارتداد سے نکل جائیں۔ تو غالباً مال غنیمت پر ہاتھا پائی کی

نوبت آجائے۔ اسلئے ہمارا وجود بہرحال علماء کرام کی مختلف جماعتوں کے لیے پھر بھی ثابت مفید ہوا ہے۔

نمائندگان کیطرف سے ہمارا استقبال ہمارے خلاف پہلا ریزولیوشن

میں جواباً چند واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ دو احمدی مبلغ چند ہفتوں سے علاقہ ارتداد میں گشت لگا رہے تھے۔ اور حسب استطاعت ارتداد کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ان لوگوں کی رپورٹوں اور اطلاعات کی بناء پر قادیان سے ایک وفد جس میں ۲۰ کارکن شامل تھے۔ ۱۴ مارچ کو اچھنیرہ میں پہنچا۔ ہمارے جانے سے پہلے مولوی صاحبان آپس میں لڑائی جھگڑا کر کے منتشر ہو چکے تھے ہمارے جاتے ہی ہمارا جو استقبال کیا گیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ اول تو ہم سے فوراً واپس جانے کی سفارش کی گئی۔ لیکن بعد میں اس قدر سختی نامناسب خیال کر کے نمائندگان تبلیغ کی ممبری سے برطرفی کا ریزولیوشن پاس کر کے جلدی اسلامی اخباروں میں اس کا اعلان کروا دیا گیا۔

تقسیم علاقہ جات۔ ہمارے علاقہ میں دخل اندازی

اس کے بعد حلقہ ارتداد میں علاقہ جات مختلف انجمنوں میں تقسیم کئے گئے۔ اسوقت نمائندگان تبلیغ کی نظر علاقہ آگرہ متھرا اور بھرت پور پر نہیں گذری تھی۔ اس تقسیم کے وقت ہمارے سلسلہ کے کارکنوں کے سپرد عموماً مرتدشدہ علاقہ کیا گیا۔ دوسری انجمنوں کو مسلسل حصے دیئے گئے۔ عموماً ہر ایک انجمن کے سپرد ایک ایک تحصیل کی گئی۔ جنمیں زیر عمل گاؤں آپس میں ملے ہوئے اور قریب قریب تھے لیکن ہمیں تمام علاقہ میں متفرق گاؤں دیئے گئے۔ اگر ایک گاؤں آگرہ کے شرق میں تھا تو دوسرا انتہائے مغرب میں۔ اسی طرح ایک گاؤں ضلع متھرا میں تھا۔ تو دوسرا آگرہ کی تحصیل فتح آباد میں لیکن اختلاف سے بچنے کے لیے ہماری طرف سے اس تقسیم کو بخوشی قبول کیا گیا۔ خواہش یہ تھی۔ کہ تصادم سے بچا جائے۔ لیکن اس شکل کے قبول کرنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کام شروع کرتے ہی دوسری انجمنوں نے ہمارے علاقہ کام میں دخل دینا شروع کر دیا۔ ہدایت الاسلام دہلی اور جماعت رضائی نے نمائندگان تبلیغ سے کبھی کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا تھا۔ لہذا ان لوگوں کی طرف سے جو ہمارے خلاف کارروائی ہوئی۔ اسکی شکایت کرنی فضول ہے۔ میں صرف ان گروہوں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے انجمن نمائندگان تبلیغ کی نیابت قبول کی۔ جب علاقہ متھرا میں شدھی کی رو تیز ہو گئی تو نمائندگان تبلیغ کے نائب ناظم کی درخواست پہنچنے پر راتھیا گاؤں کو چند دن کے لئے خالی کر دیا۔ اور وہاں کے مبلغ کو حسب ضرورت علاقہ متھرا میں بھیجا گیا۔ راتھیا کے خالی ہوتے ہی دعوت و تبلیغ کی طرف سے فوراً وہاں ایک مدرسہ کھولا گیا۔ نمائندگان تبلیغ کے دفتر میں اس کے متعلق شکایت کی گئی۔ لیکن نہ کوئی تسلی بخش جواب ملا۔ اور نہ اس کے متعلق کوئی انتظام کیا گیا دعوت و تبلیغ والوں کی طرف سے یہ کارروائی کیوں کیگئی اس کی وجہ ایک یہ ہو سکتی ہے۔ کہ انجمن نمائندگان کی طرف سے ایک ہی گاؤں متعدد انجمنوں کے سپرد کیا جانے کے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ دوسری اور غالب وجہ یہ ہے۔ کہ راتھیا آگرہ سے قریب اور ریلوے سٹیشن ہے چونکہ اس انجمن کے پاس محدود سے چند کارکن ہیں۔ اس لئے سہولت کو مدنظر رکھا گیا اسی طرح دعوت و تبلیغ کے کارکنوں نے ہمارے سپرد کردہ حسن پورہ گاؤں پر بھی قبضہ کر لیا۔ کیونکہ یہ جگہ بھی آگرہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور حالات امید افزا تھے۔ میں نے مولوی محمد یعقوب صاحب بی اے کی خدمت میں عرض بھی کر دیا تھا کہ حسن پور نمائندگان کیطرف سے ہمارے سپرد ہوا ہے۔ اور ہم ان لوگوں سے تعلقات پیدا کر چکے ہیں۔ لیکن مولوی محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ انچارج تحصیل کی طرف سے یہ گاؤں ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ میں نے اسپر خاموشی ہی اختیار نہیں کی۔ بلکہ اس گاؤں کے لوگوں سے تعلق کی وجہ سے جو ہمیں رسوخ حاصل ہو چکا تھا۔ اس سے ان کی مدد بھی کی گئی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہماری اس سپرٹ کو نہ کسی نے سمجھا۔ اور نہ ہی اسکی قدر کی گئی۔

دیوبندی طلباء کی مخالفانہ کوششیں

آگرہ اور متھرا کے محدود علاقہ میں مختلف جماعتیں اور مبلغان اسلام جمع تھے۔ اور اکثر دفعہ ایسا ہوا۔ کسی ایک مقام پر کئی ایک کارکن کام کر رہے تھے۔ اس لئے یہ خیال کیا گیا کہ غالباً یہ جھگڑا "جائے تنگ است مرداں بسیار" کی بناء پر ہے۔ اس لئے احمدی کارکنوں کو ملحقہ اضلاع میں روانہ کر دیا گیا۔ اور [illegible] کے قریب احمدی مبلغ ضلع علی گڈھ۔ ایٹہ مین پوری۔ فرخ آباد اور اٹاوہ میں پھیل گئے۔ وہاں کی اطلاعات سے معلوم ہوا۔ کہ کئی ایک گاؤں بحیثیت مجموعی مرتد ہو چکے ہیں۔ اور کئی ایک جگہ سرکردہ اور بااثر لوگ مرتد ہو کر آریوں کے ساتھ ملکر کام کر رہے ہیں۔ اس لئے ان ملکانہ دیہات میں فوراً کام شروع کر دیا گیا۔ جب احمدی کارکن وہاں گئے۔ یہ دیہات اسلامی کارکنوں سے بالکل خالی تھے۔ نہ وہاں کوئی مولوی تھا نہ معلم۔ اور نہ ہی یہ لوگ اسلام سے واقف تھے۔ لیکن جونہی کہ نمائندگان تبلیغ اور دیگر ماتحت انجمنوں کو اس بات کا علم ہوا۔ دیوبندی طالب علم گروہ در گروہ ان علاقہ جات میں داخل ہو گئے۔ اور شہروں اور دیہاتوں میں لوگوں کو ہمارے خلاف اکسانا شروع کیا۔ اور مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی کی تعلیم اور منشاء کے مطابق احمدی کارکنوں کو دہ بدہ اور گاؤں بگاؤں سے پکڑ کر نکالنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور لوگوں کو کہا۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور آریوں سے بدتر ہیں۔ فرخ آباد کے مسلمان جہلاء کو ہمارے خلاف بھڑکا دیا۔ اور وہاں سکرٹری خلافت کمیٹی کو ہمارے خلاف کارروائی کرنے کے لئے آمادہ کر دیا۔

علاقہ ارتداد میں ہماری مخالفت نمائندگان سے ہماری مصالحتی درخواست

اس وقت مندرجہ ذیل آٹھ علاقہ جات میں احمدی واعظین کام کر رہے ہیں۔ ریاست بھرتپور۔ متھرا۔ آگرہ اٹاوہ۔ فرخ آباد۔ مین پوری۔ ایٹہ۔ علیگڑھ ان تمام مقامات سے اس قسم کی شکایات آنا شروع ہو گئی ہیں کہ علماء صاحبان ہمارے زیر عمل گاؤں میں آتے ہیں اور بجائے اس کے کہ جاہل ملکانوں کو اسلام سکھلائیں۔ یا آریوں کے خلاف کارروائی کریں۔ ہمارے خلاف لوگوں کو اکساتے اور بھڑکاتے ہیں۔ کہ ہمیں اس گاؤں سے نکالدیا جائے۔ سید محفوظ الحق صاحب علمی کو نمائندگان تبلیغ میں بھیجا گیا۔ اور نائب ناظم صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ جن گاؤں میں ہمارے لوگ کام کر رہے ہیں۔ اور آپ کے ماتحت انجمنوں کے لوگ بھی انہی گاؤں میں چلے گئے ہیں۔ جہاں ہمارے لوگ پہلے سے موجود ہیں۔ اور اس سے تصادم شروع ہو گیا ہے۔ لہذا آپ اس کے متعلق ہدایات شائع کریں۔ کہ جہاں احمدی مبلغ پہلے سے کام کر رہے ہیں۔ ان گاؤں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور دوسرے گاؤں جو ابھی تک خالی پڑے ہیں۔ اور آریہ لوگ وہاں کام کر رہے ہیں۔ ان گاؤں پر قبضہ کر لیا جائے۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ اول کوئی گاؤں اسلامی مبلغوں سے خالی نہیں رہیگا۔ اور اس طرح سے مسلمان فتنہ ارتداد سے بچ جائینگے۔ دوم آپس کے اختلاف سے نجات ہو جائیگی۔ ہماری اس معقول درخواست پر جواب دیا گیا کہ "احمدی مبلغ تو سب جگہ پھیل گئے ہیں۔ ہمارے لوگ کہاں کام کریں۔"

مجلس نمائندگان کے ذمہ دار ارکین سے ملاقات

مجھے چند روز بعد دفتر نمائندگان تبلیغ میں مولانا عبدالماجد صاحب اور کنور عبدالوہاب خاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ وہاں دوسری انجمنوں کے قائم مقام بھی موجود تھے۔ میری طرف سے دوبارہ اس بات پر زور دیا گیا کہ جب ضلعوں کے ضلع ایسے پڑے ہیں۔ جہاں آریہ لوگ مسلمانوں کو ورغلا رہے ہیں۔ اور اس ارتداد کا دامن ہندوستان کے اور بھی وسیع علاقوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اور اگر تمام جماعتیں اپنی پوری طاقت سے کام کریں۔ تو بھی تمام متاثر علاقہ کو زیر تبلیغ نہیں لا سکتے۔ تو پھر ایسا کیوں کیا جاتا ہے کہ جہاں ایک جماعت کے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ۔۔۔۔۔ دوسری جماعتوں کے مبلغ خالی علاقہ جات اور دیہات کو چھوڑ کر انہی گاؤں میں ہجوم کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے ایک نقشہ پر دکھایا کہ کہاں کہاں اس وقت فتنہ ارتداد کا خطرہ ہے۔ اور کس طرح بجائے اس کے کہ تمام لوگ ہجوم کر کے ایک دوسرے سے لڑنا شروع کریں۔ ہمیں تمام یوپی۔ راجپوتانہ اور وسط ہند میں پھیل جانا چاہیئے۔ میری اس عرضداشت کا کوئی معقول جواب نہیں دیا گیا۔ بار بار اس بات کو دھرایا گیا۔ کہ نمائندگان تبلیغ اپنے مبلغوں کو ہدایات شائع کر دینگے۔ کہ احمدی مبلغوں سے نہ الجھیں۔ اور احمدی مبلغوں کو ہدایت کر دی جائے کہ وہ دوسری جماعتوں کے مبلغوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہ کریں۔ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ یہ بات ناممکن ہے۔ دو مولوی صاحبان جو ایک گاؤں میں مخالف جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں کس طرح امن سے اور اتفاق سے کام کر سکتے ہیں۔

فتنہ سے بچنے کیلئے ہم جتنا کہو علاقہ چھوڑ سکتے ہیں

میں نے سمجھ لیا کہ نیت بخیر نہیں اور جیسا کہ پبلک لیکچرز اور مجالس میں اظہار کیا گیا ہے۔ احمدی جماعت کو دراصل آریوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے مطابق عمل درآمد ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندی منادی آریوں سے منہ موڑ کر ایسے گاؤں کی ٹوہ جاتے ہیں جہاں ایک احمدی مسلمان کام کر رہا ہے تاہم میں نے گفتگو جاری رکھی۔ اور میں نے اس بات کو پیش کیا کہ جس قدر علاقہ تجویز کیا جائے۔ میں ایک طرف سے چھوڑ دیتا ہوں۔ اس پر بھی کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ قرارداد کے مطابق دوسرے دن پھر گفتگو شروع ہوئی۔ اور اس میں ایک ممبر کی طرف سے اس بات کا اظہار ہوا کہ احمدی لوگ ملکانوں میں کام بالکل چھوڑ دیں اور صرف مرتدین اور ہندو لوگوں میں کام کریں۔ تصادم سے بچنے کے لئے میں نے آگرہ کو چھوڑ کر فرخ آباد میں کام شروع کیا تھا۔ اس خیال پر میں نے اس تجویز پر بھی اظہار خوشی اور پسندیدگی کیا۔ لیکن دوسرے ممبروں کی طرف سے اس بات کی بھی مخالفت ہوئی۔ اور نمائندگان کی طرف سے اس تجویز کو بھی گرا دیا گیا۔

تنازعات باہمی کی اصلاح کی تجویز

میری طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی کہ تمام انجمنوں کے قائم مقام کم از کم ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تبادلہ خیالات کر لیا کریں۔ تاکہ تمام غلط فہمیاں ساتھ ساتھ دور ہوتی رہیں۔ اس کے ساتھ سب نے اتفاق کیا اور آخر اسبات پر مجلس ختم ہوئی کہ ہمارے مطالبات کا آخری جواب آئندہ ہفتہ کی مجلس میں دیا جائیگا۔

اس کے بعد جناب صدر نمائندگان تبلیغ اور سکرٹری صاحب آگرہ سے چلے گئے۔ کام بالکل ناتجربہ کار لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا گیا۔ دیوبند اور نمائندگان تبلیغ کے کارکنوں نے جگہ بجگہ احمدی مبلغوں سے جھگڑنا شروع کر دیا۔ اس دوران میں موضع تسئی جہاں ہم ڈیڑھ ماہ کام کر چکے تھے۔ مسجد آباد کی تھی مدرسہ کھولا تھا۔ جہاں تیس کے قریب لڑکے اور لڑکیاں پڑھتی تھیں۔ آریوں کے تین حملے نامراد اور ناکام ہو چکے تھے۔ نمائندگان تبلیغ کو اس بات کا علم تھا کہ ہم لوگ وہاں کام کر رہے ہیں۔ تاہم دیوبندی مولویوں کو وہاں بھیجکر ہمارے نکالنے کی کوشش کی گئی۔ جب گاؤں کے لوگوں نے اس بات کو نہیں مانا تو موضع ڈیگ میں اہل تسئی کے رشتہ داروں کو تلاش کر کے ان سے ان کے رشتہ داروں کے نام خط لکھائے گئے۔ اور اس طرح سے تسئی گاؤں سے ہمیں نکالا گیا۔

فرخ آباد میں ہماری مخالفت

اسی طرح فرخ آباد میں دورہ کر کے لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ نمائندگان تبلیغ

کے دفتر سے ہمارے دفتر میں خطوط آنے شروع ہوئے۔ کہ احمدی مبلغ ہمارے مبلغوں سے خواہ مخواہ الجھتے ہیں۔ ہماری طرف سے بار بار اس بات پر زور دیا گیا کہ آپکے مبلغ سے جب الجھن پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ ایسے گاؤں میں جاتے ہی کیوں ہیں؟ خاصکر ایسی صورت میں جب سینکڑوں اور ہزاروں گاؤں مبلغین اسلام سے بالکل خالی پڑے ہیں۔ ہماری مثال بھیڑیے اور برے کی سی تھی۔ جس کے نیچے سے پانی پینے سے بھی اوپر کی طرف پانی گدلا ہو رہا تھا۔

ہماری مخالفت اور علاقہ متاثرہ سے بے توجہی

باوجود اسقدر ظاہری تعدی کے ہماری طرف سے صلح کی کوشش برابر جاری ہے۔ اور ایک غلط شکایت پر میں نے تحصیل علیگڑھ ضلع فرخ آباد کو خالی کر دیا۔ اور نمایندگان میں اطلاع کر دی۔ کہ آپ کی دلی آرزو بر آئی۔ آپ تحصیل علیگڑھ کے علاقہ میں اپنے آدمی بھیجدیں۔ میں نے احمدی مبلغوں کو واپس بلا لیا ہے۔ اب آپ اس علاقہ کے ذمہ دار ہیں۔ انتظام کرکے بندہ کو اطلاع دیں۔ اس وقت اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ کئی دنوں تک علیگڈھ کا علاقہ خالی پڑا رہا۔ یہ علاقہ آریہ خیالات سے بہت متاثر ہو چکا ہے۔ اور بعض آریہ سماجیں وہاں کئی سال سے کام رہی تھیں۔ اور ایک گاؤں مرتد بھی ہو چکا تھا جب میں نے دیکھا کہ علاقہ خالی پڑا ہے۔ اور نمایندگان کی طرف سے وہاں کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور نہ ہی میرے عریضہ کا کوئی جواب دیا ہے۔ تو میں نے اس علاقہ میں دوبارہ کام شروع کر دیا۔ کامیابی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ ہر طرح کی ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ راجہ نرداہ کا تحریک شدھی کی برملا حمایت کرنا اس علاقہ کو بہت مخدوش بنا رہا ہے۔

مین پوری میں ہماری مخالفت

اسیطرح ضلع مین پوری کی میں علاقہ کوسم سے ہمیں نکالنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ناکام رہی۔ یہی واقعات پاڈھم میں پیش آئے۔ ان دونوں جگہوں موضع تسئی کی طرح ہمارے خلاف ہر ایک قسم کی ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن یہاں لوگ چونکہ پڑھے لکھے اور فہیم ہیں۔ مولوی صاحبان کا داؤ نہیں چلا۔ موضع گڈھی علاقہ ایٹہ اور موضع بھوبت پور علاقہ ایٹہ سے ہمیں نکلوا دیا گیا ہے۔ بھوبت پور میں ہم ایک ڈسپنسری اور ایک سکول کھول چکے تھے۔ اور مسجد میں باقاعدہ نماز وجمعہ شروع ہو گیا۔ اور ہمارے تین مبلغ اس جگہ چار گاؤں کو سمجھانے بیٹھے۔ پہلے پہلے تو مولوی صاحبان کو ہمارے خلاف ناکامی ہوئی۔ لیکن بعد میں وہی ہتھیار چلایا گیا جو موضع تسئی میں ہمارے خلاف کامیابی کے ساتھ استعمال کیا گیا تھا۔ موضع کونڈلا علاقہ مین پوری سے بھرت پور کے رشتہ داروں کو لایا گیا۔ اور ان کی کوشش اور سفارش سے بھوبت پور سے ہمیں نکالا گیا۔ حالانکہ اسی علاقہ میں ایک دیوبندی صاحب مولوی ظل الرحمن صاحب احمدی مبلغ سے کئی قسم کی مدد لے چکے تھے اور نگریا جواہر کے دو مرتد ملکانے جو واپس ہوئے تھے وہ مولوی ظل الرحمن صاحب کی تحریک اور مدد کا نتیجہ تھا۔

علاقہ متھرا میں ہماری مخالفت

اسیطرح نہرا ضلع متھرا میں ہمارے خلاف کارروائی کی گئی۔ اور ہم اس جگہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کھڑوائی ضلع آگرہ میں نمایندگان تبلیغ کی طرف سے ہمارے خلاف کوشش ہو رہی ہے غرض اس وقت تک جتنے گاؤں میں ہم لوگ کام کر رہے ہیں۔ اس کی یا تو یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ پہنچ نہیں سکتے۔ یا یہ وجہ ہے کہ باوجود کوشش کے خود ملکانہ لوگوں نے ہمارے خلاف ان کی ایک نہیں سنی۔ یا یہ ہی کہ گاؤں مرتد شدہ ہے۔ اور وہاں اب کام کرنا آسان نہیں

ان حالات میں ہماری آخری کوشش

ان حالات کے ماتحت ہمیں مجبوراً ان گاؤں کے لوگوں سے سمجھوتہ کرنا پڑا۔ اور وہ لوگوں کو بتلانا پڑا کہ عام طور پر مولوی لوگ ہمارے خلاف ہیں۔ اور ہمیں حضرت مرزا صاحب کو ماننے کی وجہ سے کافر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم اس گاؤں میں کام کریں۔ تو ہمارے خلاف کسی مولوی کی نہیں سننی ہوگی۔ اور اگر مخالفین کی تحریک پر آپ لوگوں نے ہمیں یہاں سے نکالنا ہے تو ہم لوگ ابھی سے چلے جاتے ہیں۔ ہم دین سکھانے کیلئے آئے ہیں نہ کہ دین بیچنے کے لئے۔ لہٰذا آپ لوگ اس کے متعلق فیصلہ کریں۔ اس کے مطابق جہاں جہاں لوگوں نے ہمیں ٹھہرایا ہوا ہے۔ ہم لوگ کام کر رہے ہیں

عام اعتراضات کے جواب

ہماری طرف چند باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ جن کے متعلق کچھ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اول:۔ بعض بچوں کو قادیان لیجانے کا ارادہ ہے یہ بات صحیح ہے۔ لیکن غرض یہ ہے کہ وہاں ان لوگوں کو تعلیم دیکر ان لوگوں سے ملکانہ علاقہ میں تعلیم واشاعت اسلام کا کام لیا جائے۔ اس میں کونسی برائی ہے۔

دوم:۔ سانڈھن کے متعلق لکھا گیا ہے۔ کہ جماعت قادیان نے وہاں کے لوگوں میں اختلاف پیدا کرکے ایک اور مدرسہ علیحدہ قائم کیا ہے کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ سانڈھن کے لوگوں میں جو آپس میں لڑائی ہوئی۔ اسمیں ہمارا ہاتھ تھا۔ اگر مطلب یہ ہے تو ہم ایسی کرنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہم لوگ اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے آئے ہیں۔ نہ کہ فتنہ پردازی کیلئے اور جن لوگوں نے یہ بہتان ہم پر لگایا ہے کم از کم اس کے متعلق دو گواہیاں سانڈھن کے معتبر لوگوں کی طرف سے شائع کریں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صریح کذب کے مرتکب ہیں۔

واقعہ دراصل یہ ہے کہ سانڈھن میں جیسا کہ گاؤں میں قاعدہ ہوتا ہے۔ مدت سے دو پارٹیاں چلی آتی ہیں۔ ان دونوں پارٹیوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ اور ذاتی تعلقات کی بناء پر نمایندگان تبلیغ کی طرف سے ایک جماعت کی مدد کی گئی۔ یا دوسری جماعت نے غلطی سے ایسا خیال کیا۔ اس رنج میں ان لوگوں نے آریوں سے مدد لینی شروع کر دی۔ اور ۲۸ اپریل کو سانڈھن میں شدھی کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔ چونکہ ملکانہ لوگوں میں سانڈھن سب سے بڑا اور اہم ترین گاؤں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے

اس وقت فتنہ ارتداد سے محفوظ چلا آتا ہے۔ اس لئے طبعی طور پر مجھے اس کا سخت فکر ہوا۔ ایک احمدی مبلغ کو جو سنہ ۱۹۱۴ء میں اس گاؤں میں مدت تک کام کر چکے تھے اور لوگوں سے ذاتی طور پر واقف تھے۔ ان کو ساندھن کے لوگوں کو اس شنیع حرکت سے روکنے کے لئے بھیجا گیا۔ جو لوگ شدھی کی طرف مائل تھے۔ ان کی طرف سے یہ شرط پیش ہوئی۔ کہ ہم لوگ صرف اس صورت میں آریوں سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔ کہ آپ لوگ ہماری مدد کریں۔ جیسا کہ دیگر اسلامی انجمنیں فریق مخالف کی مدد کر رہی ہیں۔ اور ہمارے لئے علیحدہ مدرسے بنا دیں۔ ہماری طرف سے جائز مدد کے وعدہ پر وہ لوگ شدھی سے باز رہے۔ اور پھر چودہری بدرالدین صاحب احمدی مبلغ کی کوشش سے دونو فریقوں میں صلح کروادی گئی۔ اس کے گواہ دونو فریق کے سرکردہ لوگ ہیں۔ سکول کے متعلق بھی ان لوگوں کو کہدیا گیا تھا کہ ہم لوگ سکول کی ذمہ داری ہرگز نہیں لیتے۔ چونکہ آپ لوگ موجودہ سکول میں لڑکوں کو نہیں بھیجتے اس لئے ہماری طرف سے ایک معلم اور سامان دیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنے طور پر اسکو ساتھ لیجا سکتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ویسا ہی کیا۔ اگر اس دوسرے فریق کی ہماری طرف سے تسلی اور دلداری نہ ہوتی۔ تو یقیناً اسوقت تک سانڈھن کا ایک حصہ دیگر ملکانہ گاؤں کی طرح مرتد ہو چکا ہوتا۔ یا کم از کم فساد اور مقدمہ بازی مسلمانوں کی ہر دو جماعتوں کو بہت کمزور کر دیتی۔ یہ اللہ کا فضل تھا کہ ہمارے دخل دینے سے فریقین میں صلح ہو گئی۔

سوم :- اسی طرح انگتہ کے مدرسہ کے متعلق جو ہم پر الزام لگایا گیا ہے صریح غلط بیانی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ انگتہ کا سکول اب بند ہے۔ لیکن ہماری طرف سے سکول کے جاری کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اگرچہ یہ جگہ سکندرہ اور کھڑوائی کے درمیان ہے اور ان دونو جگہوں میں ہم لوگ کام کر رہے ہیں دعوت و تبلیغ کے کارکنوں پر سخت تعجب ہے۔ ہم لوگ تو انکی ہر طرح سے مدد کرتے رہے ہیں۔ انکی خاطر بعض اخراجات بھی اٹھانے پڑے۔ دو گاؤں جو ہمارے م

ریاست بھرتپور میں

جماعت احمدیہ قادیان کے مبلغ

۱۴ مئی سنہ ۱۹۲۳ء کے اخبار "زمیندار" میں ناظم صاحب وفد رضائے مصطفٰے نے اپنی کارگذاری کی جو رپورٹ شائع کرائی ہے۔ اس میں بلا وجہ ہمارے مبلغین کا ذکر ایسے رنگ میں کیا ہے کہ جس سے ان کی نسبت غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور یہ پہلا موقعہ نہیں۔ بلکہ اس سے قبل بھی کئی بار ہمارے خلاف ایسا ہی کیا گیا ہے۔ انہیں یہ تو اختیار ہے۔ کہ اپنی کارروائی کی جھوٹی سچی رپورٹ جس طرح چاہیں۔ لکھیں اور شائع کرائیں۔ لیکن کسی دوسری جماعت کے مبلغین کا غلط طریق سے ذکر کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ مگر بریلوی حضرات اس بارے میں ہم پر خاص نوازش فرماتے رہتے ہیں چنانچہ مذکورہ بالا رپورٹ میں ریاست بھرت پور کا ذکر کرتے ہوئے ناظم صاحب لکھتے ہیں :-

"اس علاقہ میں تبلیغ کی اجازت نہ تھی قادیانی جماعت کے دو مبلغ اسی علاقہ سے خارج کر دئے گئے تھے۔ جیسا کہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ ہمارے وفد نے اس علاقہ میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ وہ انکی حسن تدبیر پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا۔ جبکہ مبلغین کو طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی تھیں ان کو تبلیغ کی اجازت نہ تھی۔ لیکن ہمارے مبلغین کی مجاہدانہ کوششوں سے وہ قیود برطرف ہو گئیں"

ان الفاظ میں یہ بات ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قادیانی مبلغین کو ریاست بھرت پور سے نکال دیا گیا مگر رضائی مبلغوں نے اپنی حسن تدبیر اور مجاہدانہ کوششوں سے کامیابی حاصل کر لی۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے مبلغ ایک دن کے لئے بھی اس علاقہ سے نہیں نکلے۔ اور اسوقت سے جبکہ وہاں سخت مشکلات اور دقتیں تھیں۔ اور کسی انجمن کا کوئی مبلغ وہاں نہیں جا سکتا تھا اب تک وہاں موجود ہیں جو کہ نہایت تندہی اور سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ ابتداء میں بیشک انہیں اس علاقہ کو چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ لیکن انہوں نے ایک دن بھی اس کو نہ چھوڑا اور مردانہ وار مشکلات کا مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کی۔ جس کے بعد رضائی مصطفٰے کو ریاست بھرت پور میں جانے کا حوصلہ ہوا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے تو رضائی ناظم صاحب نے اپنے مذکورہ بالا بیان کے ذریعہ جو غلط فہمی پھیلانے کی سعی کی ہے۔ وہ کس قدر افسوسناک ہے۔

بات یہ ہے کہ یہ لوگ کسی جگہ جم کر کام کرنے کی بجائے دیہات میں چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ اور جہاں کوئی نئی بات معلوم ہوتی ہے۔ اس کے متعلق اس امر کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے کہ کس جماعت کے مبلغین کی سعی کا نتیجہ ہے۔ اپنی رپورٹ میں درج کر دیتے ہیں۔ ہمیں اس سے بھی تعرض نہیں۔ اور نہ اس وقت تک ہم نے کیا ہے۔ لیکن ہماری نسبت جو غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ریاست بھرت پور کے علاقہ میں ہمارے کئی مبلغ مستقل طور پر متعدد دیہات میں کام کر رہے ہیں۔ اور ریاست کے اعلیٰ حکام سے ہمارے قائم مقاموں نے بلکہ اس امر کا اطمینان کر لیا ہے کہ ریاست کا شدھی کے معاملہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور انکی طرف سے مذہب میں سب کو آزادی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ہم نے بذریعہ اشتہار اعلان بھی کر دیا ہے۔

میں تمام ان احباب سے جو علاقہ ارتداد میں کام کرتے ہیں۔ گذارش کرونگا کہ مہربانی فرما کر وہ اپنے کام کا کام رکھیں یعنی ملکانوں کو مرتد ہونے سے بچائیں۔ اور جو مرتد ہو چکے ہیں۔ ان کو واپس لانے کی کوشش کریں۔ کسی اسلامی فریق کی مخالفت کے خیال کو بالکل چھوڑ دیں۔

خاکسار فتح محمد خان سیال ایم اے
امیر وفد المجاہدین جماعت احمدیہ قادیان۔ آگرہ

علماء کی افسوسناک حرکات

اسوقت جبکہ ہر چہار طرف سے کفر متفقہ طاقت سے اسلام پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ اسوقت جبکہ مسلمان کہلانے والوں کو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں وہ لوگ مرتد کر کے اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ جنہیں ہزارہا سال کے عرصہ میں غیر مذہب کے کسی ایک آدھ قابل ذکر انسان کو بھی اپنے مذہب میں داخل کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور نہ ان کا مذہب اس امر کی انہیں اجازت دیتا ہے۔ اسوقت جبکہ ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا اختلاف رکھنے والے لوگ اسلام کے مقابلہ میں صف بستہ ہو چکے ہیں۔ ایسے نازک اور خطرناک وقت میں علماء اسلام اور وہ علماء اسلام جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین۔ اسلام کے حقیقی محافظ اور مسلمانوں کے اصلی راہ نما ہونے کا دعویٰ ہے۔ کیا کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب نہایت ہی افسوسناک اور رنج افزا ہے کیونکہ علماء کہلانے والوں میں سے تو ایسے ہیں جو اپنے گھروں میں بیٹھے آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور انہیں اسلام کا اتنا بھی فکر نہیں۔ جتنا اپنے صبح ناشتے کا۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو ہندوؤں کی رضا جوئی کے لئے وقف ہو چکے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ ہندو اسلام کے مٹانے کی کوششوں سے باز رکھنے کے لئے ایک لفظ بھی کہیں اور اس طرح انہیں ناراضگی کا موقعہ دیں۔ خواہ وہ اسلام کو مٹانے کے لئے اپنا ایک ایک لمحہ صرف کریں۔ بہت سے ایسے ہیں۔ جو دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان خادمان اسلام کو دکھ اور تکالیف پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں۔ جنھوں نے سب کچھ اپنا اسلام کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اور سرفروشانہ طور پر دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ پھر بہت سے ایسے ہیں۔ جو فتنہ ارتداد سے پیدا شدہ حالت میں مسلمانوں سے مالی فوائد حاصل کرنے اور اپنی جیبیں بھرنے کے لئے علاقہ ارتداد میں پہنچ گئے ہیں۔ لیکن وہاں ارتداد کا مقابلہ کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ سب کچھ مجھے حاصل ہو۔

یہ حالات نہایت ہی افسوسناک ہیں۔ اور بہت ہی رنج اور افسوس اس امر کا ہے کہ ابھی تک علماء نے نہ صرف ان باتوں کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ دن بدن اور زیادہ ترقی کر رہے ہیں۔ چنانچہ حال میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس کو نقل کرنا ہم قطعاً پسند نہیں کرتے اسمیں جناب مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی صدر مجلس نمائندگان تبلیغ کے خلاف بعض ناپاک الزام لگائے گئے ہیں مثلاً یہ کہ "ملت فروش ہیں۔" "وہ خائن ہیں۔" اور ان کے کیرکٹر کو بھی مطعون کیا گیا ہے۔

اس اشتہار میں جو اعتراض پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ ایسی باتوں کی تحقیقات کے متعلق دعوتی اشتہار شائع کرنے اور وفد بنانے کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ خدارا اگر ہمیشہ کیلئے نہیں تو کچھ عرصہ کے لئے ضرور ایسی باتوں کو ترک کر دینا چاہیئے تاکہ نہ تو ایسی بے نتیجہ باتوں میں وقت اور روپیہ ضائع ہو۔ اور نہ مخالفین اسلام کو ہنسی کا موقع ملے۔ افسوس ہے کہ دشمن سامنے کھڑا ہے۔ اور یہ لوگ موقع کی نزاکت سے قطعاً آنکھیں بند کر کے دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنیوالوں کے خلاف دشمنان اسلام کے ہاتھ میں ایسے ناپاک ہتھیار دیتے ہیں۔ جن سے انکے حوصلے اور بڑھ جائینگے۔ اس اشتہار سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ جناب مولوی عبد الماجد صاحب کو بدنام کیا جائے۔ اور اسلام کے کام کو نقصان پہنچایا جائے۔ ورنہ یہ باتیں آج سے پہلے بھی معرض بحث و تحقیق میں آسکتی تھیں۔

ہاں ممکن ہو اس اشتہار کے یکطرفہ بیان سے لوگوں کے دلوں میں خواہ مخواہ شبہات پختہ ہوں اسلئے مناسب ہو اگر مولوی عبد الماجد صاحب صدر انجمن نمائندگان تبلیغ خود انکی تردید فرما دیں۔ اور ایسا رنگ اختیار نہ کریں کہ گفتگو بے فائدہ طول اختیار کرے۔

غلام نبی از آگرہ

مبلغین جماعت احمدیہ قادیان اور فتنہ ارتداد

ارتداد سے توبہ

اگرچہ اس امر میں مشکلات ہیں کہ شدھی سے تائب ہونیوالوں سے جنیو (کہ صرف یہی ان کی شدھی کا نشان ہے) واپس کئے جائیں۔ کیونکہ عام طور پر لوگ باقاعدہ تائب ہونے کی تحریری شہادت مہیا کی جائے۔ کیونکہ بوجہ تعلیم یافتہ نہ ہونے اور ہندو ساہوکاروں کے ہتھکنڈوں کا شکار ہوتے رہنے کی وجہ سے جو کچھ کا کچھ لکھا کر ان کو لوٹتے رہتے ہیں تحریری شہادت دینے کے لئے تیار بھی نہیں ہوتے تاہم ارادہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس قسم کے ثبوت بھی مہیا کئے جائیں۔ تاکہ آریوں کو یہ کہتے ہوئے کچھ تو شرم آئے کہ کسی جگہ پر کوئی شدھ ہوا۔ راجپوت مسلمان نہیں ہوا۔"

حال ہی میں موضع نوگانواں میں ایک اور خاندان ہمارے مبلغ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم کے ہاتھ پر تائب ہوا ہے جس کے متعلق حسب ذیل تحریر معہ جنیو پہنچی ہے:-

"مجھے پنڈت بدھ دیو اور دو ملکانے جو شدھ ہو چکے تھے بہکا کر لے گئے۔ اور کہا کہ اگر تم شدھ ہو جاؤ۔ تو ایک سو روپیہ تم کو دینگے۔ میں ان کے دھوکہ میں آکر شدھ ہو گیا۔ مگر اب میں اپنے معہ خاندان کے شدھی سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے خدا سے معافی مانگتا ہوں اور اپنا جنیو جو آریوں نے مجھے دیا تھا۔ اور وہ زرد رنگ کا ہے۔ اتار کر آپ کے حوالہ کرتا ہوں۔ اور کلمہ پڑھ کر آج مسلمان ہو گیا ہوں۔ بھیما ولد رویا۔ گواہ مراد خان۔ وسبے سنگھ (دستخط) مہر علی خان (انگوٹھا)"

ایک برہمنی کا قبول اسلام

۲۱ مئی کے اخبار کیسری میں لکھا گیا ہے کہ ۲۶ اپریل کے زمیندار میں ایک برہمنی مسلمان ہونے کی جو خبر نکلی ہے وہ غلط ہے۔ چونکہ یہ خبر ہماری طرف سے اخبارات میں بھیجی گئی تھی۔ اسلئے میں اسکی صحت کا ذمہ لیتا ہوا اعلان کرتا ہوں کہ تحصیل مانٹ ضلع متھرا کے ایک گاؤں میں یقیناً ایک برہمنی ہمارے ایک مبلغ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی ہے۔ اور اس نے برضا و رغبت مسلمان ہونے کے لئے اپنا انگوٹھا لگا کر جو درخواست دی وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ نیز اس کے مسلمان ہونے کی تحریری شہادت معززین دہ کی بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۱۸ مئی ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ کہ رمضان ختم ہوگیا۔ اور اس کے بعد وہ زمانہ شروع ہوا جس میں لوگوں کو کھانے پینے کی بندش نہیں ہوتی میں نے اسی رمضان کے ایک خطبہ میں بیان کیا تھا کہ رمضان ہمیں ایک سبق سکھاتا ہے۔ کہ انسان بغیر غذا کے اپنی طاقت قائم نہیں رکھ سکتا۔ اس سے زائد بات کا چونکہ اس مضمون سے تعلق نہیں۔ اس لئے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے میں اتنا ہی حصہ لیتا ہوں کہ رمضان سے سبق ملتا ہے۔ کہ کھانا ترک کرنے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ چاہتے ہیں کہ روزے کا ان کے جسم پر اثر نہ ہو۔ صبح کو کھانا کھاتے ہیں اور غذا بھی ثقیل کھاتے ہیں۔ ایسی جو جلد ہضم نہ ہو۔ اور کمزوری کا بدل ما یتحلل ہوتا رہے۔ مگر باوجود اس قسم کی غذا اور باوجود اس کے کہ کھانا ترک نہیں کرتے رمضان کے دنوں میں لوگ کمزور ہو جاتے ہیں۔ کمزوری شروع دن سے بڑھتی ہے۔ اور رمضان کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ کمزوری جسمانی بڑھتی ہی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر روزہ رکھنا ترک نہ کیا جائے تو نقصان ہو جائے۔ اس لئے شریعت نے حد بندی کی کہ نقصان نہ ہو اور فائدہ ہو جائے۔ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی کہ ہمیشہ روزہ رکھا کریں مگر آپ نے فرمایا کہ جہنم میں ایک مقام ہے جو ہمیشہ کے روزہ داروں کے لئے ہے گویا روزہ رکھنے کو سخت ناپسند فرمایا۔ کہ بجائے خدا کا قرب دینے کے تباہی کی طرف لیجاتا ہے۔ شریعت روزوں سے فائدہ کی حد تک پہنچانا چاہتی ہے۔ اور نقصان کی حد شروع ہونے سے پہلے روک دیتی ہے۔

یہ ایک سبق ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ جو کام بھی ہو اس کام میں صیام کا نتیجہ کمزوری ہوتا ہے۔ جس طرح روزہ رکھنے سے جسم میں کمزوری آتی ہے۔ مگر اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ تکلیف برداشت کرنے کی بھی طاقت آتی ہے۔ اور مشقت کی طبیعت عادی ہو جاتی ہے۔ بھوک پیاس کو روکنے کے معنے ہیں۔ کہ بھوک پیاس کی عادت ڈالنا۔ جب غذا نہیں ملتی تو ضعف ہوتا ہے مگر تکلیف کے برداشت کی طاقت بڑھتی ہے۔ اسی طرح دوسرے امور میں ہے کہ جو کام میں رکاوٹ ہوگی اس میں کمزوری آئیگی۔ ایک زمیندار جو ہل چلاتا ہے اگر ہل چلانا چھوڑ دے تو کچھ عرصہ کے بعد اس میں طاقت کی کمی آجائیگی۔ یا اگر ایک طبیب جس کی پریکٹس جاری ہے۔ اس کے مریضوں کو جلدی صحت ہوگی۔ بہ نسبت اس کے جس نے کہ اس فن کو چھوڑ دیا ہو۔ کیونکہ موخر الذکر کو نسخہ تجویز کرنے میں دیر اور مشکل ہوگی۔ پس کامیابی اس کے لئے ہے جو مستقل رہے۔

پس روزے سبق ہیں۔ کہ انسان کو استقلال سیکھنا چاہیئے۔ کئی لوگ کچھ سیکھتے ہوئے ناغے کرتے ہیں۔ ناغوں سے مشق کم ہو جاتی ہے۔ وہ طلبا جو ناغے کرتے ہیں۔ گر جاتے ہیں۔ اور باقاعدہ سکول میں آنیوالے بڑھ جاتے ہیں۔ یہی حال عبادات کا ہے۔ جو شخص نماز میں ناغہ کرتا ہے وہ اپنا پچھلا کیا ہوا ضائع کر دیتا ہے صدقہ و خیرات میں ناغہ کرنے والا اپنے کام کو ضائع کرتا ہے۔ ناغہ کے معنے ہیں پہلے کام کو ضائع کر دینا اگر زمیندار اپنے کام میں ناغہ کر دے ایک سال ہل نہ چلائے غلہ نہ بوئے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس نے اپنے پہلے غلہ کو کھا لیا۔ اور آئندہ کو بھوکا رہنے کا سامان کر لیا۔ اس لئے مومن کو اپنے کام میں ناغہ نہیں ہونے دینا چاہیئے کیونکہ بعض ناغے کرنا کام کو خراب کرنا ہوتا ہے۔ رمضان کا تجربہ بتاتا ہے کہ خوراک میں صرف وقت کی تبدیلی سے کتنا فرق پڑجاتا ہے۔ اگر روٹی کا وقت بدلنے سے فرق پڑتا ہے تو روٹی کے

آریوں کے جھوٹ کی لڑی

آریوں کا اسپار کی شدھی کے متعلق تازہ جھوٹ

جب سے یہ فتنہ ارتداد شروع ہوا ہے آریوں نے رائی کا پہاڑ بنا کر دکھلانے کے لئے ہمیشہ بڑھکر قدم مارا ہے۔ ۲۴ مئی کے پرتاپ میں شایع ہوا ہے۔ کہ

"موضع اسپار ضلع متھرا میں ۱۵ سے زیادہ گھر ملکانوں کے ہیں اور ۱۵ سے کم ہندو راجپوتوں کے ملکانوں کے کل گھر ۴۰ ہیں سوائے تین کے سب کے سب گھر برادری میں شامل ہوگئے شدھ ہوئے مرد۔ عورت اور بچوں کی تعداد ۱۵۰۰ ہے۔ جن میں تقریباً چھ سو کو یگیوپت دیا گیا"

حالانکہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رو سے اسپار میں کل ۳۴۰ گھر ہیں اور آبادی ۱۵۰۱ جن میں سے ۷۸۰ ہندو اور ۷۲۱ مسلمان ہیں۔ نگر ستیہ کے حامی اور راستی کے نشر کرنے کے مدعی آریہ دیانندی مردم شماری کی رپورٹ پر یوں جھاڑو پھیرتے ہیں کہ کل ۳۴۰ گھروں کی بجائے ملکانوں کے ۴۰۰ گھر بتاتے ہیں اور ۱۵۰۱ کی کل آبادی میں سے [illegible] حصہ حسب بیان خود نکالکر جو رپورٹ کی [illegible] سے صحیح ہیں۔ پھر بھی ۱۵۰۰ ملکانوں کو [illegible] کیا جس وقت شدھی کی وبا کسی جگہ پہنچتی ہے [illegible] ساتھ ہی وہاں کے گھروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور فوراً آبادی کئی چند زیادہ ہو جاتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی غیرت مذہبی کا فوٹو

امرتسر میں ایک تقریر کے دوران میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ملکانوں کے مرتد ہونے سے مت گھبراؤ وغیرہ وغیرہ اسکی بنا پر ہم نے الفضل میں ایک مضمون شائع کیا تھا جسے اشتہار کی صورت میں جناب منشی محمد صدیق صاحب احمدی رحمت منزل بازار کیمپ میرٹھ نے خوبصورت شائع کیا ہے احباب بغرض اشاعت [illegible] کے ٹکٹ بھیجکر یا بیرنگ اطلاع دیکر اوپر کے پتہ سے منگوا سکتے ہیں۔

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

نیلام ٹکڑہ جات ڈھکات تحصیل پھگواڑہ

چونکہ عالیہ صدر سے منظور فرمایا گیا ہے۔ کہ رقبہ ڈھک واقعہ تحصیل پھگواڑہ کو آباد اور مزروعہ کرایا جاوے۔ اس میں سے کچھ حصے کے حقوق ملکیت نیلام کئے جانے کی تجویز ہے۔ سر دست ڈھکات پھگواڑہ سے ذیل کے قطعہ جات از قسم بنجر ممکن درجہ اول تعدادی سائیں گھماؤں

۱	۲	۳	۴	۵	۶
ڈھک چک پریاں	بھیر ڈھنڈولی	بھیر ڈھنڈولی رقبہ معروف محمد حسین والہ	ڈھک نور نگ شاہ پور	ڈھک چاچوکی	ڈھک سنٹرہ راجپوتان
للعہ	مابہ	مابہ	للعہ	بہ	ـــ
۲	۲	۳	۳		۱
۱۱	۱۲	۱۸	۷	۸	۱۴

اس غرض کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔

۱۔ یہ رقبہ پھگواڑہ خاص کے ارد گرد تھوڑے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ چونکہ رقبہ عرصہ سے زیر درختان ڈھک چلا آتا ہے۔ اس لئے پتوں کے کھاد پڑنے سے اعلیٰ حیثیت کا ہو گیا ہے۔ ویسے بھی ہموار ہے۔ جو اغراض کاشت اور نصب چاہات کے لئے نہایت موزوں ہے۔

۲۔ ٹکڑہ جات نمبر ۱ نمبر ۲ نمبر ۳ کے حقوق ملکیت ۲۱ جیٹھ سمت ۱۹۸۰ مطابق ۳ جون ۱۹۲۳ء بروز یک شنبہ ۸ بجے صبح بمقام راولپنڈی (پھگواڑہ) اور قطعات نمبر ۴ نمبر ۵ نمبر ۶ ۲۲ جیٹھ مطابق ۴ جون ۱۹۲۳ء مقام کوٹھی پھگواڑہ ۸ بجے صبح نیلام کئے جائیں گے۔ مناسب قیمت پہونچنے پر نیلام اسی وقت ختم کر دیا جائیگا۔

۳۔ رقبہ بالعموم سات سات گھماؤں کے ٹکڑوں میں نیلام کے لئے تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح ٹکڑہ وار بولی ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ ٹکڑہ کی بولی دینی چاہے۔ تو دیسکتا ہے۔

۴۔ مالگذاری تا میعاد بندوبست بشرح پرتہ بارانی

مال	ابواب	میزان
۶/ ۱ر	۱۰ر	۶/ ۱۴؍۱ر

فی گھماؤں کے حساب سے لی جائیگی۔

۵۔ جس شخص کی بولی منظور کی جائیگی۔ اس سے زر چہارم فوراً خاتمہ بولی پر لیا جائیگا۔ اور بقیہ تین چہارم ایک ہفتہ کے اندر وصول ہوگا۔ اگر زر چہارم وصول ہو جاوے۔ اور باقی تین چوتھائی میعاد کے اندر وصول نہ ہو۔ تو پیشگی زر چہارم ضبط ہو کر مکرر نیلام سے جسقدر کمی آئے۔ وہ اول بولی دھندہ کی ذات و جائداد سے وصول ہوگی۔ اگر زر تین چوتھائی بھی داخل نہ ہو تو مکرر نیلام سے جو کمی ہوگی۔ وہ معہ زر چہارم اول بولی دھندہ کی جائداد سے وصول ہوگی۔

۶۔ دخل کل رقم کی وصولی پر کرایا جاکر داخل خارج ملکیت کرایا جائیگا۔

۷۔ کمیٹی کسی بولی کے منظور کرنے پر مجبور نہ ہوگی۔

۸۔ اس میں کسی رقبہ کی بولیاں بذریعہ درخواست صاحب آنریری سکرٹری کے پاس بھیجی جاسکتی ہیں۔ نیز اگر مزید حالات دریافت کرنے کی ضرورت ہو تو صاحب آنریری سکرٹری املاک کمیٹی سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

المشتہر سید عبد المجید آنریری سکرٹری املاک کمیٹی ریاست کپورتھلہ

۳ جیٹھ سمت ۱۹۸۰

اخلاق محمدی

سلسلہ کیطرف سے صدہا کتابیں دلائل سے پر شائع ہوئیں لیکن اخلاق حسنہ جن کے بغیر نماز روزہ وغیرہ ہیچ ہیں ان پر کوئی مبسوط کتاب شائع نہیں ہوئی الحمدللہ کہ کتاب ہذا سے یہ ضرورت پوری ہو گئی۔ اخلاق ہی سے صحابہؓ نے لاکھوں کو اسلام کا شیدائی بنالیا تھا اخلاق کے بغیر ہمارے اعمال اور نیکیاں ناچیز اور محنت ضائع اس کتاب سے بچے جوان بوڑھے مرد و زن یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب تمام اقسام کے وعظوں اور نصیحتوں کا مجموعہ اور احادیث اور اقوال و سوانح بزرگان سے آراستہ خزانہ ہے حجم ہر حصہ ڈیڑھ سو صفحہ قیمت علاوہ محصولڈاک حصہ اول عہ دوئم عہ سوئم عہ

المشتہر
ماسٹر عبدالرحمٰن بی۔ اے (مہر سنگھ) از قادیان

ملکانہ میں جانیوالے بغور پڑھیں

ہندی قاعدہ پہلی دوسری تیسری ایضاً کتب گورمکھی ۱ر ۲ر ۳ر ۱ر منو سمرتی۔ نسیم دعوت۔ چشمہ معرفت۔ ست بچن۔ حیات النبی سرمہ چشم آریہ۔ جنگ مقدس۔ رالحق دہلی ۱۲ لدھیانہ عہ بارہ نشان۔ حقیقت نماز۔ تفسیر سورہ نور۔ نزول المسیح اردو ۲ پنجابی خاتم النبیین۔ تبدیلی عقائد۔ غسل مصفیٰ۔ علماء زمانہ۔ ضرورت زمانہ۔ احمدیہ نوٹ بک۔ خطبات نور مکمل ۱۵ علاوہ ازیں تمام سلسلہ کی کتب نصیر شاپ قادیان

الفضل میں اشتہار دینے کا موقعہ

الفضل آجکل پہلے سے بہت زیادہ شائع ہوتا ہے اور راجپوتانہ کے انسداد ارتداد کی خبروں کی وجہ سے ہر طبقے میں بڑی توجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ اشتہار دینے والوں کیلئے موقعہ ہے کیونکہ ہم نے اجرت وہی پہلی رہنے دی ہے۔ حالانکہ اشاعت بہت بڑھ چکی ہے۔ منیجر

اقتباسات

امرتسر میں مسلمانوں کے بائیکاٹ کی گرم بازاری

کیا امن و اتحاد اسی طرح قائم ہوگا؟

(معزز اسلامی معاصر وکیل کے خاص رپورٹر کے قلم سے ہندوؤں کے مظالم کی داستان)

مسلمان گوجروں کا بائیکاٹ

امرتسر ۲۴ رمئی۔ مسلمانوں کے ہمہ گیر بائیکاٹ کے سلسلہ میں گوجروں کی طرف توجہ مبذول کیجا رہی ہے۔ اور بہت سے ہندو دکانداروں نے ان سے دودھ لینا بند کر دیا ہے۔ ہندو گوالوں کو مختلف جگہوں سے بلایا جا رہا ہے۔ اور گوجر مجبور ہو رہے ہیں کہ یا تو وہ دودھ باہر بھیجیں یا اس پیشہ ہی کو خیرباد کہہ دیں۔

مسلمان حجاموں کا بائیکاٹ

اسی سلسلہ میں حجاموں کا مقاطعہ بھی ہو رہا ہے بیس بیس سال سے جو حجام مختلف ہندو شرفاء کے کام کر رہے تھے ان کو بے تکلف جواب دیدیا گیا بعض ہندو شرفاء بذات خود اس مقاطعہ کے خلاف ہیں۔ مگر خارجی دباؤ انہیں اپنا سر حجام کر نیپر مجبور کر رہا ہے ان سے صاف کہا جاتا ہے کہ ملیچھ کا ہاتھ ہندو کے جسم کو نہیں لگنا چاہیئے ا ر

مسلمان کرایہ داروں کا بائیکاٹ

جن ہندو اصحاب کے ہاتھوں میں اس وقت امرتسر کے ہندوؤں کی باگ ہے۔ انہوں نے ایک خاص جلسہ کر کے فیصلہ کر دیا ہے کہ تمام ہندو مالکان مکان اپنے مکانوں اور دکانوں سے ۱۵ جون تک مسلمان کرایہ داروں کو خارج کر دیں۔ اس مقاطعہ کو سب سے زیادہ ان حصوں میں نافذ کیا جائیگا۔ جہاں مسلمانوں کی دکانیں اچھی طرح چل رہی ہیں یا جہاں مسلمانوں نے نئی دکانیں کھولی ہیں۔

مسلمان گاڑیبانوں کا بائیکاٹ

جن گاڑیبانوں کیساتھ مجلس مصالحت نے ۱۱ اپریل کے فساد کے کچھ دنوں بعد ہندو تاجروں کی ہندو مسلمان لیڈروں کی مداخلت سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ اور ان کے خلاف بائیکاٹ کو ہٹا لیا تھا اب پھر ان کو مقاطعہ کا ہدف بنایا جا رہا ہے۔ ہندو گاڑیبان کثیر تعداد میں مہیا کر لئے گئے ہیں اور مسلمان گاڑیبانوں کی جگہ پر کرنے کیلئے دو موٹر لاریاں منگائی گئی ہیں۔ (وکیل ۲۶ رمئی)

ایک ہندو کے نقطۂ نگاہ سے شدھی کا نقصان

آنے والی عید اور گاؤکشی

(مسی راجگوپال اچاری کے قلم سے)

کاش خدا ہمیں عقل زیادہ دیتا۔ اور ہوس کم! ہم ہندو دھرم کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اپنی تازہ کوششوں سے ہم نے یہ حال کر دیا۔ کہ آج ہندو مذہب اتنا کمزور ہوگیا کہ گذشتہ چار سال میں ایسا کمزور کبھی نہیں ہوا تھا۔ ہندو دھرم نے قربانی اور محبت سے اسلام کی ہمدردی اور امداد حاصل کرلی تھی۔ لیکن اب تو اس نے ہزارہا مسلمانوں کو اپنا دشمن بنالیا۔ ہندو دھرم کا اصلی جوہر باہمی محبت ہے۔ اور اس عقیدہ کے حامی ہم نے آہستہ آہستہ بہت لوگ کرلئے تھے۔ ہندوستان میں اسلام گذشتہ عناد و دشمنی اور غلط فہمیوں کو ایک خواب فتنہ سمجھنے لگا تھا۔ اسلام محبت کے سیدھے راستہ پر آچکا تھا۔ یہ وہ تبدیل مذہب تھا۔ جس کا جواب تاریخ میں نہیں۔ لیکن اس وقت چند نفوس کو دکھاوے کا ہندو بنانے کی کوشش کرکے ہم نے اپنی اُن سابقہ فتوحات کو خاک میں ملادیا۔ جو ہم اپنے مذہب کے حقیقی مقصد کے متعلق حاصل کرچکے تھے۔ ظاہر میں ممکن ہے کہ چند آدمی اپنی تعداد میں بڑھا رہے ہوں۔ لیکن حقیقت میں ہمارا بڑا نقصان ہورہا ہے۔

ہم گئو کو بچانا چاہتے ہیں۔ آئندہ عید قربان میں گاؤکشی کا سامان میری آنکھوں کے سامنے ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس گاؤکشی کی تمام ذمہ واری ہماری ان احمقانہ حرکتوں اور مغالطہ آمیز کوششوں پر نہیں ہے جن سے ہم اپنے آپکو مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔ ہم تو اپنی اسکیمیں بنا رہے ہیں لیکن آئندہ عید قربان کے وقت ہزاروں بے زبان جانور (گائیں) اپنی حسرت بھری آنکھوں سے ہم دیکھتے ہوں گے۔ اور یہ بے زبان صرف اس لئے ذبح کے لئے نہیں جاتے ہوں گے کہ ان کی قربانی مقصود ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ہم پر دو مسلمانوں کا غصہ اتارنا ہے۔ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ ان کی (گائیوں کی) تکلیف اور قربانی کی ذمہ دار ہماری حماقت اور غیر ضروری مذہبی حمیت تھی۔ ہم نفرت کے جال میں پھنستے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر ہم جلد نہ سمجھے اور چونکے تو ہماری حماقت کا خمیازہ سرخ سرخ خون کی شکل میں نظر آئیگا میں صرف ہندوؤں کو حماقت پر کیوں تنبیہ کر رہا ہوں اور مسلمانوں سے راہ راست سے تجاوز کرنے کی کیوں شکایت نہیں کرتا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں سے شکایت کرنے سے قبل میرے اعمال غلطی سے پاک نہیں ہیں۔ اور خود میرے ضمیر میں کافی مضبوطی نہیں ہے چونکہ میں ہندو ہوں۔ لہذا مجھے حق حاصل ہے کہ بربنائے محبت ہندو بھائیوں کو سختی سے سمجھاؤں۔ لیکن وہ ہستی جسے بلحاظ ملت و مذہب سب کو سمجھانے کا حق تھا۔ آج کنج تنہائی میں مقید ہے۔ اور ہندوستان کے نازک وقت میں مدد کو نہیں آسکتی۔

لیکن اگر خدا ہمیں حق و صداقت کو سمجھنے کی ہمت اور عقل دے تو ہم اپنے لاثانی لیڈر کی رہنمائی اندرونی جیل سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ وفاداری اور محبت کے رو برو کیا تھ جیل کی سلاخوں اور دروازوں کا عدم وجود برابر ہوسکتا ہے۔ (وکیل ۱۳ مئی ۲۳ء)

ہندوؤں کے بدلے ہوئے تیور

ہندو نوجوانوں کی ورزش کیلئے تیاریاں

کسی قوم کا ورزش کی طرف متوجہ ہونا۔ اور اپنے کمزور جسموں کو قوی بنانا یقیناً محمود فعل ہے۔ بشرطیکہ اس قوت کا استعمال ملک اور قومی مقاصد کے خلاف نہ ہو۔ ہم گیا کانگریس اور پنڈت مالوی جی کی صدارتی تقریر کے بعد یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ورزش کا شوق ہندو نوجوانوں میں عالمگیر ہوگیا ہے۔ اور برقی لہروں کی طرح تمام ہندوستان میں یہ تحریک پھیل گئی ہے۔ دہلی میں آریہ اخبارات کی تحریروں کے مطابق سوا کھاڑے قائم ہیں جس میں ایک مرکزی اکھاڑہ ہے۔ پنجاب کے شہروں میں بھی ورزش گاہیں قائم ہوچکی ہیں۔ فیروزپور میں ابھی حال ہی میں میچ ہوا تھا۔ بنیوں کی جماعت ایک طرف تھی۔ اور ہندو تعلیم یافتوں کی جماعت دوسری طرف تھی جس میں اسکولوں کے پروفیسر اور معزز گریجویٹ شامل تھے۔ لیکن رسہ کشی میں بنیوں نے تعلیم یافتہ جماعت کو شکست دیدی۔ دہرہ دون کی ہندو سبھا نے ایک ریزولیوشن اس امر کا منظور کیا ہے۔ کہ ہندو بالکوں کو پٹہ۔ بانا۔ گتکا وغیرہ ورزش کھیلوں کی تعلیم دینے کے لئے ایک نیا بام شالہ اور ورزش کا مدرسہ کھولا جائے۔ اس قسم کی صدہا مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے ہندو نوجوانوں کی تیاریوں کا علم ہوسکتا ہے۔ گو ہم یہ جانتے ہیں کہ ورزش جسمانی کمزوری کو دور کرسکتی ہے۔ مگر دل کی کمزوری کو دور نہیں کرسکتی۔ تاہم جب کسی قوم کا یہ خیال ہوجائے کہ وہ جسمانی اعتبار سے مضبوط ہوگئی ہے۔ تو دل کی مضبوطی پر بھی اس کا ضرور اثر پڑیگا۔ کیا ان تمام حالات کو وہ قوم بنظر غور دیکھ رہی ہے جس کے یہاں ورزش خدمت دین کے عین ثواب ہے اور جس کو مخاطب کرکے آقائے کونین صلعم نے فرمایا تھا۔ کہ جو گھوڑے تم خدمت دین کے لئے پالتے ہو۔ ان کی پیشانیوں میں بھی برکت ہے۔ جیسے کہ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ ان گھوڑوں کی خوراک اور فضلہ بھی ثواب میں داخل ہیں۔ اس سے زیادہ ورزش کی تاکید اور کیا ہوگی۔ کہ ایک مرتبہ جناب رسالتماب صلعم نے ممبر پر بیٹھکر خطبہ میں فرمایا کہ عدوالھم ما استطعتم من القوۃ الا ان القوۃ الرمی تم جس قدر طاقت رکھتے ہو طیاری کرو اور یاد رکھو کہ قوت تیر اندازی ہے آپ نے آخر کے لفظ کو تین مرتبہ دہرایا۔ زمانہ نبوی میں تیر اندازی ہی ایک فائق ورزش تھی۔ لہذا آپ نے اسپر زور دیا اب دوسری قسم کی ورزشیں رائج ہوگئی ہیں۔ تو مسلمانوں کو ان کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ لہذا ہر مقام پر مسلمانوں کا دینی اور قومی فرض ہے۔ کہ وہ بھی ورزشیں شروع کردیں اگر آریوں کے قول کے مطابق ورزش کرنے اور کمزوری دور کرنے سے ہندو مسلم اتحاد قوی ہوتا ہے۔ تو یقیناً مسلمانوں کی ورزش سے بھی ہندو مسلم اتحاد قوی ہوگا۔ (وکیل ۲۷ مئی بحوالہ دعوت الاسلام)